بد اِنتظامی یا عذابِ اِلٰہی!
نجات کیسے ممکن ہے؟

تحریکِ منہاج القرآن

منہاج القرآن پبلیکیشنز

زلزلے، سیلاب، بارشیں، قتل و غارت گری، دہشت گردی

ڈینگی بخار اور وبائی اَمراض سے ہونے والی اَموات اور تباہی

بد اِنتظامی یا عذابِ اِلٰہی!

نجات کیسے ممکن ہے؟

تحریکِ منہاج القرآن

365-ایم، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ فون: 042-111-140-140

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش

www.MinhajBooks.com

صفحہ نمبر	فہرست	نمبر شمار
03	ابتدائیہ	1
05	ہمارے حالات	2
09	بڑی قدرت آفات ماہ رمضان میں ہی کیوں؟	3
10	بد اِنتظامی یا عذابِ اِلٰہی؟	4
11	ہمارا گناہ کیا ہے؟	5
15	کیا ہماری آنے والی نسلیں بھی عذابوں کا شکار ہوں گی؟	6
15	ہمیں کیا کرنا ہے؟	7
16	دعوتِ عمل	8

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انسان اشرف المخلوقات ہے۔ رب العالمین نے پوری کائنات کو انسان کے لئے مسخر کیا۔ انسان کو عقل وشعور کی نعمت سے نوازا۔ نیکی اور بدی کی تمیز عطا کی، محبت ومودت اسے ودیعت فرمائی اور پھر اپنے انبیاء و رسل کے ذریعے ہر دور میں اس کے لئے الوہی رہنمائی کا اہتمام بھی کیا مگر ہر دور میں انسانیت کے ایک بڑے طبقے نے بغاوت اور گمراہی کے راستہ کا انتخاب کیا اور الوہی ہدایت کو رد کرتے ہوئے پیغمبران خدا کو جھٹلایا اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے غضب کو دعوت دی۔ لہذا تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ کبھی طوفان نوح کے ذریعے ظالمین کو عبرتناک انجام تک پہنچایا گیا تو کبھی فرعون اور اس کے قافلہ کے غرور و سرکشی کو نیل میں بہا دیا گیا۔ بڑے عذابوں کو بھیجنے سے قبل اللہ تبارک و تعالیٰ نے نافرمانوں کو خواب غفلت سے جگانے کے لئے مختلف نوعیت کی آفات و بلیات بھی بھیجیں مثلا بنی اسرائیل کو مینڈکوں، ٹڈی دل، طاعون، پتھروں کی بارش، زلزلے اورآندھیوں جیسے عذاب میں مبتلا کیا جاتا رہا ان عذابوں کی وجہ سے قومیں تباہی و بربادی کا شکار ہوتی رہیں۔

لیکن جب اللہ کے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جہاں خاتم النبیین بن کر تشریف لائے وہاں سراپا کرم وفضل ہوتے ہوئے شان رحمت العالمین سے سرفراز کیے گئے۔ جہاں آپ پر سلسلہ نبوت و رسالت کا خاتمہ ہوگیا وہاں آپ کی رحمت کے تصدق سے پہلی امتوں کی طرح ایسے عذابوں کا سلسلہ بھی ختم ہوگیا کہ قوموں کی قومیں تباہ کر دی جائیں۔ مگر مختلف نوعیت کی آفتوں و بلیات کا سلسلہ جاری رہا۔ یہ آفات و بلیات سنت الٰہی کی مظہر بن کر ان اقوام پر نازل ہوتی رہیں اور ہوتی رہیں گی، جنہوں نے نیکی کو چھوڑ کر بدی کا راستہ اپنایا ہو۔ امانت و دیانت کو چھوڑ کر خیانت و بدیانتی کو کاروبار بنایا ہو' سچائی اور راستی کو چھوڑ کر جھوٹ اور منافقت کا شعار اپنایا ہو اللہ کی طاعت و بندگی کو چھوڑ کر

بغاوت و سرکشی کا کردار اپنایا ہو، وحدت و یگانگت کو چھوڑ کر عصبیتوں اور فرقہ واریت کو اختیار کیا ہو، حضور کی غلامی کو ترک کر کے طاغوت و استعمار کے تسلط و اختیار کے سامنے سر تسلیم خم کیا ہو اور قیادت کے لئے تقویٰ و قابلیت کو چھوڑ کر بے ضمیری، طاقت و سرمایہ کو معیار بنایا ہو۔

اس ابدی حقیقت کے تناظر میں اگر آج ہم پاکستان کے حالات کا جائزہ لیں تو یہ بات حقیقت ہو جاتی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور اُس کے اَحکامات سے رُوگردانی آفاتِ اَرضی و سماوی کے پے در پے نزول کا بنیادی سبب ہے۔ حضرت ابو ہریرہ ﷺ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِذَا اتُّخِذَ الْفَيْءُ دُوَلًا، وَالْأَمَانَةُ مَغْنَمًا، وَالزَّكَاةُ مَغْرَمًا، وَتُعُلِّمَ لِغَيْرِ الدِّيْنِ، وَأَطَاعَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَعَقَّ أُمَّهُ، وَأَدْنَى صَدِيْقَهُ وَأَقْصَى أَبَاهُ، وَظَهَرَتِ الْأَصْوَاتُ فِي الْمَسَاجِدِ، وَسَادَ الْقَبِيْلَةَ فَاسِقُهُمْ وَكَانَ زَعِيْمُ الْقَوْمِ أَرْذَلَهُمْ، وَأُكْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهِ، وَظَهَرَتِ الْقَيْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ، وَشُرِبَتِ الْخُمُوْرُ، وَلَعَنَ آخِرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَوَّلَهَا، فَلْيَرْتَقِبُوْا عِنْدَ ذَالِكَ رِيْحًا حَمْرَاءَ، وَزَلْزَلَةً، وَخَسْفًا، وَمَسْخًا، وَقَذْفًا، وَآيَاتٍ تَتَابَعُ كَنِظَامٍ بَالٍ قُطِعَ سِلْكُهُ فَتَتَابَعَ.

’’جب مالِ غنیمت (یعنی سرکاری خزانہ) کو ذاتی دولت، امانت کو غنیمت اور زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جانے لگے، دین مخالف کاموں کے لیے علم حاصل کیا جائے، مرد اپنی بیوی کی فرمانبرداری کرے اور اپنی ماں کی نافرمانی، اپنے دوست کو قریب کرے اور باپ کو دور، مسجدوں میں (فتنہ وفساد اور لڑائی جھگڑوں کی) آوازیں بلند ہونے لگیں، قبیلے کا بدکار اُن کا سردار بن بیٹھے اور ذلیل ترین آدمی قوم کا قائد (یعنی حکمران) بن جائے، آدمی کی عزت محض اُس کے شر سے بچنے کے لئے کی جائے، گانے والی عورتیں اور گانے بجانے کا سامان عام ہو

جائے، (کھلے عام اور کثرت سے) مختلف قسم کی شرابیں پی جانے لگیں اور لوگ اپنے اَسلاف کو لعن طعن سے یاد کریں، اُس وقت سرخ آندھی، زلزلہ، زمین میں دھنس جانے، شکلیں بگڑ جانے، آسمان سے پتھر برسنے اور طرح طرح کے ایسے لگاتار عذابوں کا انتظار کرو جس طرح کسی ہار کا دھاگہ ٹوٹ جانے سے گرتے موتیوں کا تانتا بندھ جاتا ہے۔''

(جامع ترمذی، کتاب الفتن، ۴: ۴۹۵، رقم: ۲۲۱۰-۲۲۱۱)

اللہ رب العزت کا قانون ہے کہ ذاتی گناہ، نافرمانی یا کوتاہی کے بعد انسان کو ہر ممکن ڈھیل اور چھوٹ دیتا ہے مگر جب قومیں یا اُمتیں اجتماعی گناہوں اور سرکشی کا شکار ہو جائیں یا ان میں اکثریت برائی کا شکار یا برائی کی معاون ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اُس قوم پر عذاب نازل کرتا ہے اور جب تک قوم توبہ کر کے راہ حق پر نہیں آ جاتی عذاب نہیں ٹلتا۔

ہمارے حالات

الحمد للہ ہم سب لوگ مسلمان ہیں اور ملک خداداد پاکستان کے باسی ہیں، لیکن ہماری قوم گزشتہ چند سالوں سے مشکل ترین حالات سے دوچار ہے۔ ہم دہشت گردی، قتل وغارت گری، زلزلے، سیلاب، ڈینگی بخار، مہنگائی اور بے برکتی کے عذابوں کا مسلسل شکار ہیں۔

- کہیں بم دھماکے ہو رہے ہیں جن میں کثرت سے بے گناہ لوگ مر رہے ہیں۔ قاتل کو معلوم نہیں کہ وہ قتل کیوں کر رہا ہے، اور قتل ہونے والے کو معلوم نہیں کہ وہ کیوں قتل کیا جا رہا ہے۔ روزانہ لاشیں گر رہی ہیں؛ عورتیں بچے، بزرگ کوئی بھی محفوظ نہیں۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے اِس طرح کے حالات کو قربِ قیامت کی نشانی بتایا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتّٰى يَأْتِيَ عَلَى النَّاسِ يَوْمٌ لَا

يَدْرِي الْقَاتِلُ فِيْمَ قَتَلَ وَلَا الْمَقْتُوْلُ فِيْمَ قُتِلَ.

’’اُس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! دنیا کے خاتمے سے پہلے ایسا دور آئے گا جس میں نہ قاتل کو یہ خبر ہوگی کہ اس نے کیوں قتل کیا، نہ مقتول کو یہ خبر ہوگی کہ وہ کس جرم میں قتل کیا گیا۔‘‘

(صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، ۴: ۲۲۳۱، رقم: ۲۹۰۸)

دہشت گرد تنظیمیں جس طرح کم عمر اور نادان بچوں کو ورغلا کر اور اُنہیں خود کش جیکٹس پہنا کر مارکیٹوں اور عبادت گاہوں میں دھماکے کرا رہی ہیں جس میں بے قصور مرد و خواتین اور بچے ہلاک ہو رہے ہیں، اِس سے مخبرِ صادق ﷺ کے فرمان کی صداقت کا مشاہدہ ہر شخص اپنی آنکھوں سے کر رہا ہے۔

- 2005ء کے زلزلے میں لاکھوں لوگ متاثر ہوئے۔ ہزاروں لوگ عمارتوں کے نیچے دب گئے، بے شمار خاندان اُجڑ گئے اور اَربوں روپے کی اَملاک تباہ ہو گئیں۔

- 2010ء میں پورے ملک میں سیلاب نے تباہی مچا دی۔ دو کروڑ عوام متاثر ہوئے، ہزاروں لوگ موت کے منہ میں چلے گئے۔ لوگوں کی فصلیں، کاروبار تباہ اور مویشی ہلاک ہوگئے۔

- 2011ء میں بارشوں کی وجہ سے سندھ میں لاکھوں لوگ متاثر ہوئے، فصلیں برباد ہوگئیں اور ابھی تک لوگ بے یار و مددگار پڑے ہیں۔

یہ بات ذہن نشین رہے کہ 2010ء میں بارشوں اور سیلاب سے سندھ کا آدھا حصہ جبکہ 2011ء میں باقی آدھا حصہ متاثر ہوا۔ حالانکہ اِس سے قبل اِس خطے میں فصلوں کی آب یاری کا اِنحصار ہی بارشوں پر ہوتا تھا۔ سوچیے کہ بارش جسے اللہ کی رحمت قرار دیا گیا ہے، آخر ہمارے لیے زحمت کیوں بن گئی ہے؟

- معاشی حالت یہ ہے کہ کمائی میں برکت نہیں رہی، آج سے پانچ سال پہلے کی نسبت ہماری آمدنی دو گنا اور تین گنا ہے مگر اَخراجات پورے نہیں ہوتے۔ ہم پریشانی اور

قرض کا شکار رہتے ہیں۔ یہ بے برکتی کیوں ہے؟ اِس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ آج ہم نے حلال وحرام کی تمیز ختم کر دی ہے۔ ہم صرف مال کے حصول میں مگن ہیں قطع نظر اِس کے کہ وہ حلال ذریعے سے حاصل ہو یا ذریعۂ حرام سے۔

اِسی کی طرف حضور نبی اکرم ﷺ نے اشارہ فرمایا تھا:

يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يُبَالِي الْمَرْءُ مَا أَخَذَ مِنْهُ أَمِنَ الْحَلَالِ أَمْ مِنَ الْحَرَامِ.

''لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا جس میں آدمی کو یہ پرواہ نہیں ہوگی کہ جو کچھ وہ مال میں سے لے رہا ہے یہ حلال ہے یا حرام۔''

(صحیح بخاری، کتاب البیوع، ۲:۷۲۶، رقم: ۱۹۵۴)

O آج 2011ء میں پورا ملک بالعموم اور پنجاب بالخصوص ڈینگی بخار جیسے جان لیوا مرض اور وبا کا شکار ہے۔ تمام انسانی وسائل، جدید مشینری، میڈیکل سہولیات کے باوجود لاکھوں لوگ متاثر ہو رہے ہیں۔ پورا نظام زندگی ٹھپ ہو کر رہ گیا ہے۔ سیکڑوں لوگ لقمۂ اَجل بن چکے ہیں۔ ایک چھوٹے، بے وقعت اور نحیف سے مچھر نے طاقت ور انسان اور حکومتی مشینری کو بے بس کر دیا ہے۔ یہ ایسی وباء ہے کہ چند سال قبل اِس کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ آخر اِس کی کیا وجہ ہے کہ ساری میڈیکل سائنس اور پوری انتظامی مشینری اس پر قابو پانے میں ناکام ہو چکی ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں اگر اس ساری صورت حال کا جائزہ لیا جائے تو اس بات میں کسی شک کی گنجائش نہیں رہتی کہ

شامتِ اَعمالِ ما صورتِ نادر گرفت

یہ تمام مصائب ہماری بداَعمالیوں کا نتیجہ ہیں۔ جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

لَمْ تَظْهَرِ الْفَاحِشَةُ فِي قَوْمٍ قَطُّ حَتَّى يُعْلِنُوا بِهَا إِلَّا فَشَا فِيهِمُ الطَّاعُونُ وَالْأَوْجَاعُ الَّتِي لَمْ تَكُنْ مَضَتْ فِي أَسْلَافِهِمُ الَّذِينَ مَضَوْا، وَلَمْ يَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ إِلَّا أُخِذُوا بِالسِّنِينَ وَشِدَّةِ الْمَئُونَةِ وَجَوْرِ السُّلْطَانِ عَلَيْهِمْ، وَلَمْ يَمْنَعُوا زَكَاةَ أَمْوَالِهِمْ إِلَّا مُنِعُوا الْقَطْرَ مِنَ السَّمَاءِ، وَلَوْلَا الْبَهَائِمُ لَمْ يُمْطَرُوا، وَلَمْ يَنْقُضُوا عَهْدَ اللهِ وَعَهْدَ رَسُوْلِهِ إِلَّا سَلَّطَ اللهُ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ غَيْرِهِمْ، فَأَخَذُوا بَعْضَ مَا فِي أَيْدِيهِمْ وَمَا لَمْ تَحْكُمْ أَئِمَّتُهُمْ بِكِتَابِ اللهِ وَيَتَخَيَّرُوا مِمَّا أَنْزَلَ اللهُ إِلَّا جَعَلَ اللهُ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ.

’’جب کسی قوم میں فحاشی عام ہو جائے تو اُن میں طاعون اور وہ بیماریاں عام ہو جاتی ہیں جو پہلے کبھی ظاہر نہ ہوئی تھیں، جب لوگ ناپ تول میں کمی کرنے لگیں تو اُن پر قحط اور اس طرح کے دیگر عذاب نازل ہوتے ہیں اور اُن کے حکمران اُن پر ظلم کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ جب لوگ زکوٰۃ کی ادائیگی چھوڑ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُن سے بارش روک لیتا ہے کہ اگر زمین پر چوپائے نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ آسمان سے اُن پر ایک قطرہ بھی پانی نہ گرائے۔ جب لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے عہد کو توڑ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُن پر اُن کے دشمنوں کو مسلط کر دیتا ہے جو اُن کا مال اُن سے چھین لیتے ہیں، جب مسلمان حکمران اللہ تعالیٰ کے قانون کو چھوڑ کر کوئی دوسرا قانون اپنا لیں اور اَحکامِ خداوندی میں سے کچھ اِختیار کر لیں اور کچھ کو چھوڑ دیں تو اللہ تعالیٰ اُن پر مصائب و آزمائشیں مسلط فرما دیتا ہے۔‘‘

(سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، ۲:۱۳۳۲، رقم: ۴۰۱۹)

قارئین کرام غور فرمائیں! کیا حضور نبی اکرم ﷺ کی بیان فرمودہ یہ نشانیاں آج من وعن ہم پر صادق نہیں آ رہیں؟

بڑی قدرتی آفات ماہ رمضان المبارک میں ہی کیوں؟

اس موقع پر یہ امر قابلِ غور ہے کہ تمام بڑی بڑی قدرتی آفات ماہ رمضان المبارک میں ہی کیوں آتی ہیں؟

2005ء کا زلزلہ:	آغاز ماہِ رمضان المبارک میں
2010ء کا سیلاب:	آغاز ماہِ رمضان المبارک میں
2011ء کا سیلاب:	آغاز ماہِ رمضان المبارک میں، اور
حالیہ ڈینگی بخار کی وباء:	آغاز ماہِ رمضان المبارک میں

سوچنے کی بات یہ ہے کہ آخر یہ تمام مشکلات اور آفات ہم پر رمضان المبارک میں ہی کیوں آتی رہی ہیں؟

یاد کیجیے، رمضان ہی وہ مبارک مہینہ ہے جس کی ستائیسویں شب کو اللہ تعالیٰ کی آخری کتابِ ہدایت بنی نوع انسان کے لیے نازل کی گئی، جس میں خالقِ کائنات نے ہمیں زندگی کے ہر پہلو پر رہنما اُصول عطا فرما دیے۔ اِسی ماہ مقدس کی ستائیسویں تاریخ کو برصغیر کے مسلمانوں کو جبر و اِستبداد سے نجات دے کر ایک آزاد اور قدرتی وسائل سے مالا مال خطہ عطا فرمایا تاکہ ہم کتابِ ہدایت کو اِس آزاد وطن کا دستور اور نظامِ حیات قرار دے کر، اس کی رہنمائی میں، اپنے ملک کو اَمن وسلامتی اور خیر و برکت کا گہوارہ بنا سکیں اور اُس کے شکر گزار بندے بن جائیں۔ لیکن افسوس! ہم نے اس نعمتِ آزادی اور اللہ تعالیٰ کے انعامات و احسانات کی قدر نہ کی اور اللہ رب العزت سے بغاوت اور ناشکری کا راستہ اختیار کر لیا۔ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ جو قوم ناشکر گذار ہو جاتی ہے اُس پر معاشی بدحالی اور خوف مسلط کر دیے جاتے ہیں، جیسا کہ سورۃ النحل میں فرمایا:

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَـلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ

بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ○ (النحل، ١٦:١١٢)

''اور اللہ نے ایک ایسی بستی کی مثال بیان فرمائی ہے جو (بڑے) امن اور اطمینان سے (آباد) تھی اس کا رزق اس کے (مکینوں کے) پاس ہر طرف سے بڑی وسعت و فراغت کے ساتھ آتا تھا پھر اس بستی (والوں) نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی تو اللہ نے اسے بھوک اور خوف کے عذاب کا لباس پہنا دیا ان اعمال کے سبب سے جو وہ کرتے تھےo''

ہمارا وطن عزیز، پاکستان اِس وقت جن آفاتِ ارضی و سماوی میں گھر چکا ہے یقیناً یہ اللہ تعالیٰ کے اَحکامات سے سرکشی اور اُس کی نعمتوں اور اِحسانات کی ناشکری کا نتیجہ ہے۔ اِس صورت حال سے نکلنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ ہم اُس کے شکر گزار اور مومن بندے بن جائیں۔ رب العزت کا ارشاد ہے:

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ. (النساء، ۴: ۱۴۷)

''اللہ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا اگر تم شکر گزار بن جاؤ اور ایمان لے آؤ۔''

بد اِنتظامی یا عذابِ اِلٰہی؟

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آفات و مصائب محض بد انتظامی کا نتیجہ ہیں اور وہ اس کو عذاب تصور نہیں کرتے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ برے منتظم بھی عذاب الٰہی کی ایک صورت ہیں پھر بھی ہمارا ان سے سوال ہے کہ:

☆ 2005ء کا زلزلہ کس بد انتظامی کی وجہ سے آیا تھا؟ انسان طاقت کے باوجود بے بس کیوں تھا؟

☆ 2010ء کے سیلاب سے پاکستان کی تاریخ کی سب سے بڑی تباہی ہوئی۔ ایسے مقامات اور بلندیوں پر بھی سیلاب نے نقصان کیا جہاں کبھی زندگی بھر لوگوں نے

سیلاب دیکھا نہیں تھا۔ تمام انسانی وسائل اور ذرائع بے بس کیوں ہوگئے؟

☆ 2011ء میں تو دریاؤں میں پانی نہیں تھا محض چند دنوں کی بارشوں نے سندھ کے ایک کروڑ سے زائد لوگوں کو متاثر کیا۔ طاقت کے باوجود حکومتی مشینری اور انسانی ذرائع بے بس کیوں تھے؟

☆ ڈینگی بخار اور ملیریا کی وباء کو روکنے کے لیے اربوں روپے خرچ ہوئے۔ تمام وسائل جھونک دیے گئے، تمام حکومتی مشینری میدان میں اُتر آئی، ہسپتالوں میں ہنگامی صورت حال کا اعلان کر دیا گیا مگر ایک چھوٹے سے مچھر نے تباہی مچا دی اور ابھی تک کنٹرول نہیں ہو رہا۔

دوسرا سوال یہ کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ گندا پانی ہو تو ملیریا کا مچھر پروان چڑھتا ہے اور لوگوں کو بیمار کرتا ہے، اگر صاف پانی ہو تو ڈینگی مچھر پلتا ہے اور انسانوں کی جان لے لیتا ہے۔ کیا یہ محض اتفاق ہے؟

جن قوموں پر عذاب آئے ہیں ان کے مدبرین نے بھی بہت سے انتظامی اقدامات کیے تھے مگر ذہن نشین رہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے گرفت ہوتی ہے تو انسانی سوچ ختم کر دی جاتی ہے۔ کثیر سرمایہ خرچ کرنا بھی بے فائدہ ہو جاتا ہے۔ تمام مشینری بھاگتی دوڑتی ہے مگر رزلٹ نہیں نکلتا اور ایک چھوٹا سا مچھر کروڑوں لوگوں کو لاچار اور حکومتوں کو بے بس کر دیتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ تمام قدرتی آفات ہمارے اَعمال کا نتیجہ اور اللہ تعالیٰ کی گرفت ہیں۔

ہمارا گناہ کیا ہے؟

اب ہمارے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ آخر ہمارا گناہ کیا ہے؟ اِس سوال کا جواب تلاش کرنے سے قبل یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ گناہ یا اعمال دو طرح کے

ہوتے ہیں: ایک وہ جو ہم ذاتی حیثیت میں کرتے ہیں اور ایک وہ جو ہم اجتماعی حیثیت میں ملی یا قومی سطح پر کرتے ہیں۔

ہم اپنی زندگی کا جائزہ لیں تو ہماری ذاتی زندگی خدا کی نافرمانی، حضور نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات سے رُوگردانی، بے ایمانی، رزقِ حرام، جھوٹ، تکبر، قطع تعلقی، ظلم و جبر، ناانصافی، حق تلفی اور دھوکہ دہی سے عبارت ہے؛ جبکہ اجتماعی طور پر بھی ہماری قوم کم و بیش ان ہی امراض کا شکار ہے۔ یہ گناہ اور اعمال ذاتی حیثیت میں ہوں تو گرفت بھی انفرادی سطح پر ہوتی ہے اور جب یہ اعمال اور گناہ اجتماعی طور پر ہوں تو اللہ کی گرفت بھی اجتماعی طور پر ہوتی ہے۔ یہاں اِجتماعیت سے مراد اکثریت ہے۔ محض چند لوگوں کا نیک ہونا یا اللہ کا فرمانبردار ہونا اس قوم کو عذاب سے نہیں بچا سکتا۔

قوم کو اللہ کی فرمانبرداری، حضور نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات کی پیروی، اسلامی ماحول کی فراہمی ، اسلامی قوانین کی تشکیل، عدل وانصاف کی فراہمی اور قانون کی پاسداری کی تلقین ریاست اور حکومت پر عائد ہوتی ہے۔ مگر اس حکومت کی تشکیل کے لیے نمائندگان کا چناؤ ہماری رائے سے ہوتا ہے۔ ہم گزشتہ چونسٹھ سال سے جن نمائندگان کو منتخب کر کے اسمبلی میں بھیجوا رہے ہیں کیا اُن کے تمام غلط اقدامات میں ہماری معاونت شامل نہیں؟

آیئے ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ سوچیں اور اپنا محاسبہ کریں کہ حکمرانوں کے ان اعمال میں ہمارا کتنا حصہ ہے۔

☆ ملک میں اِسلامی قوانین اور شعائر کا مذاق اڑایا جاتا ہے، لیکن ممبران اسمبلی خاموش......

☆ ملک میں رائج بدعنوانی کی وجہ سے دنیا میں ہماری پہچان ہی کرپشن کے حوالے سے ہے......

☆ غریب اپنے بچوں کو فروخت کرنے اور بیٹیاں عزت بیچنے پر مجبور جبکہ لیڈر عیاشیوں میں مشغول......

☆ ہر طرف قتل و غارت گری اور خون کی ہولی مگر اَرکانِ اَسمبلی خاموش......

☆ حکمران اللہ اور رسول ﷺ کے احکامات کے باغی......

☆ پڑھا لکھا نوجوان بے روزگار اور خودکشی پر مجبور، ان کے لیے کوئی قانون سازی اور منصوبہ بندی نہیں جب کہ حکمرانوں کے بیٹے پیدائشی حکمران......

☆ غریب عوام بغیر علاج اور اَدویات کے مر جائیں اور لیڈروں کا قومی خزانے سے بیرونِ ملک علاج......

☆ غریب آدمی چند روپوں کی چوری کرے تو اس کے لیے جیل، جب کہ حکمران اَربوں روپے لوٹ کر بیرون ملک لے جائیں مگر پھر بھی پارسا......

☆ قدرتی وسائل سے مالا مال مملکتِ خداداد IMF اور ورلڈ بنک کی مقروض؛ لیڈروں کی عیاشیاں جاری......

☆ غریب بھوکے مر رہے ہوں، بچے کوڑے کے ڈھیر سے روٹی کے ٹکڑے چن کر کھا رہے ہوں لیکن حکمرانوں کے کتے اور گھوڑے مربہ جات کھائیں......

☆ ملک و قوم کا درد رکھنے والے باصلاحیت اَفراد اسمبلیوں سے باہر اور انگریزوں کے پٹھو قوم پر مسلط......

☆ ملک میں شرافت اور ایمان داری ایک طعنہ بن چکی ہے اور بدمعاشی و رشوت خوری کو باعثِ اِعزاز سمجھا جاتا ہے......

☆ دین اور اچھائی کی بات کرنے والے کا مذاق، بے دینی، بے حیائی کی بات کرنے والے کے لیے داد اور اِعزاز......

☆ اللہ کے حکم کے خلاف نیکی اور اچھائی میں تعاون کی بجائے برائی میں تعاون میں آگے آگے......

☆ پاکستان کا مطلب کیا، لا إلہ إلا اللہ......لیکن ہمارے چُنے ہوئے حکمرانوں کا نہ

منشور اور نہ طرزِ فکر......

☆ مظلوم اور بے کس لوگ بے یار و مددگار، حکمرانوں کی طرف سے صرف نعرے اور وعدے......

☆ غریب کے لیے علاج، تعلیم، پانی، بجلی، گیس میسر نہیں، لیکن حکمرانوں کے ایک روز کے ذاتی اخراجات کروڑوں میں......

☆ غریب عام شہری کی جان و مال اور عزت تک محفوظ نہیں ...... لیکن ہر ایم پی اے و ایم این اے کی حفاظت پر سینکڑوں پولیس اہلکار متعین......

☆ ملک میں ڈرون حملے، ٹارگٹ کلنگ اور قتل عام، مگر حکمران خاموش اور حکومت بے بس......

مندرجہ بالا رویوں اور قومی کردار کا جائزہ لیا جائے تو کیا یہ حقیقت سامنے نہیں آتی کہ ہم سب بالواسطہ یا بلا واسطہ ان خرابیوں کے ذمہ دار ہیں......؟ کیونکہ اِس صورتِ حالات میں ہماری ناروا خاموشی، حالات بدلنے کے لیے عملی جد و جہد سے پہلو تہی اور ملک کو اِس تباہی و بربادی سے دو چار کرنے والے سیاست دانوں کو ہر انتخاب میں کامیاب کرانے کا ہمارا معمول اس بات کا غماز ہے کہ ہم سب مندرجہ بالا خرابیوں کے ذمہ دار ہیں۔

ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ آج سے چودہ سو سال قبل حکمرانوں کے چناؤ کا طریقہ بیعت تھی، آج اس کی جدید صورت ووٹنگ ہے۔ ہم اپنے ووٹ کے ذریعے اپنے حکمرانوں کی بیعت کرتے ہیں۔ ووٹ دیتے وقت واقعۂ کربلا کو ضرور یاد رکھنا چاہیے جس میں امام حسین علیہ السلام نے اپنی اور اپنے خاندان کی شہادت کا راستہ چنا مگر فاسق و فاجر یزید کی بیعت کے ذریعے ظالم نظام کے قیام میں معاونت سے انکار کر دیا اور میدانِ کربلا میں سرخرو اور کامیاب ہوئے۔

ہمیں یہ مان لینا چاہیے کہ ہم جانے انجانے میں بہت بڑے قومی اور ملی گناہ اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کے مرتکب ہو رہے ہیں اور یہ قدرتی آفات

ہمارے اِنہی اَعمال کا نتیجہ ہیں۔ ہمیں اس سے نجات کے لیے عملی اِقدامات کرنا ہونگے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کا فرمان برحق ہے:

اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ○ (البروج، ۸۵:۱۲)

’’بے شک آپ کے رب کی پکڑ بہت سخت ہے ○‘‘

کیا ہماری آنے والی نسلیں بھی عذابوں کا شکار ہوں گی؟

ہم جس دور میں رہ رہے ہیں اِسی میں اپنے اَعمالِ بد سے توبہ کرنا ہوگی۔ اگر آج ہم نے ایسا نہ کیا تو کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے بچے اور آئندہ آنے والی نسلیں اس سے بھی بڑے اور دردناک عذاب کا شکار ہوں۔

ہمیں کیا کرنا ہے؟

اپنی غلطیوں اور گناہوں کے اِدراک کے بعد ہمیں چاہیے کے ہم اللہ رب العزت کی بارگاہ میں سربسجود ہو جائیں، گڑگڑا کر اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔ وہ غفور ہے، رحیم ہے، معاف کرنے والا ہے۔ اگر ہم نے اخلاص کے ساتھ توبہ کر لی تو وہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔

یاد رکھیں! حقیقی توبہ وہی ہوتی ہے جس میں انسان اس عمل کو دوبارہ نہ دہرائے۔ ساتھ ہی ہمیں یہ عزم و ارادہ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ وعدہ کرنا ہوگا کہ ہم آئندہ اس گناہ کے مرتکب نہیں ہوں گے۔ اس کے بعد ہمیں اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پیروی کے لیے تیار کرنا ہوگا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اَحکامات کی پیروی کے بغیر ہم کامیاب اور کامران نہیں ہو سکتے۔ اس لیے ہمیں اپنے آپ کو ’اَمر بالمعروف و نہی عن المنکر‘ کے فریضہ کی ادائیگی کے لیے تیار کرنا ہوگا اور عملاً میدان میں نکل کر لوگوں کو اس گناہ سے بچنے کی تلقین کرنا ہوگی تاکہ لوگوں کو ووٹ کے ذریعے گناہوں میں معاونت سے روکا جاسکے اور اس نظامِ انتخاب کے خلاف اُٹھ کھڑا ہونے کے لیے اُبھارا جائے۔

یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ قانون کی پاسداری اور امن و امان کا تحفظ بنیادی اِسلامی تعلیمات ہیں۔ اس لیے ہم کسی طرح کی بھی لاقانونیت یا نقص اَمن کے نہ حامی ہیں اور نہ ہی اس کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ چونکہ موجودہ نظامِ انتخابات تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ اس نظام میں کرپٹ لوگ ہی اسمبلی میں جاسکتے ہیں۔ موجودہ نظام، ظلم، نا انصافی، اقربا پروری، رشوت ستانی اور استحصال پر مبنی ہے۔ اس نظام میں پڑھے لکھے اور با صلاحیت نوجوان ملکی ترقی میں کردار ادا نہیں کر سکتے صرف جاگیردار، بدکردار اور سرمایہ دارانہ سوچ کے حامل چند خاندان ہی ملکی تقدیر کے مالک بنے ہوئے ہیں۔ ہم پر لازم ہے آزادیِ اِظہارِ رائے کے حق کے اِستعمال کرتے ہوئے کرپٹ اور استحصالی نظام کے خلاف پر امن جدوجہد کے لیے اٹھ کھڑے ہوں۔

دعوتِ عمل

اگر آپ ہمارے نقطۂ نظر سے متفق ہیں تو آئیں قدم بڑھائیں، اِس عظیم مقصد کے حصول کے لیے ہمارے شانہ بشانہ چلیں اور عوامی بیداریِ شعور کی تحریک کا حصہ بنیں۔ مزید معلومات کے لیے ہماری مقامی تنظیم سے یا درج ذیل پتہ پر رابطہ فرمائیں۔

تحریکِ منہاج القرآن

365-ایم ماڈل ٹاؤن، لاہور

042-111-140-140